© rasailojaraid.com

اب ذرا اپنے پڑوس پر بھی نگاہ ڈالتے چلیئے شور یہ ہے کہ ہماری ریاست اسلامی ریاست ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اسلام نے شراب کو حرام کہا اور یہاں اس سے لاکھوں روپیہ سالانہ کی آمدنی حکومت کے خزانہ میں داخل ہوتی ہے اسلام نے سودی لین دین کی سخت ممانعت کی لیکن یہاں اس پر کوئی پابندی نہیں ہے قرآن نے عورتوں کو حکم دیا "وقرن فی بیوتکن" اپنے گھروں میں رہیں لیکن یہاں عورتوں کی ایک خاص فوج بنائی جا رہی ہے اور مردوں کی نگرانی میں انھیں فوجی ورزشیں سکھائی جاتی ہیں۔ قرآن نے عورتوں کو عہد جاہلیت کی طرح بناؤ سنگار کرکے باہر نکلنے سے روکا "ولا تبرجن تبرج الجاهلية" لیکن یہاں پارکوں اور تفریح گاہوں میں۔ بازاروں میں اور پارٹیوں میں ہر جگہ یہ تماشا عام بات کے منظر بکثرت نظر آئیں گے اور قانون کا ہاتھ ان کے روکنے سے عاجز و درماندہ ہے۔ ہر شخص کی زبان پر اسلامی جمہوریت کا نعرہ ہے۔ لیکن خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے ایک معمولی شخص کو یہ کہنے کی جرأت ہو سکتی تھی کہ اگر آپ غلط راستہ پر چلیے تو ہم آپ کو چرخے کے تکلے کی طرح سیدھا کر دیں گے۔ مگر یہاں یہ عالم ہے کہ اسلامی جماعت جس کا قصور اس مطالبہ کے سوا کچھ اور نہ تھا کہ مسلمان سچے مسلمان بنیں اور اپنے قول کے مطابق عمل بھی کریں اس کا گلا گھونٹ کر رکھ دیا گیا ہے اور مقدمہ چلائے بغیر اس جماعت کے امیر اور کارکنوں کو نظر بند کر رکھا ہے پھر جہاں تک غیر مسلموں کے ساتھ معاملہ اور برتاؤ کا تعلق ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف ارشاد ہے۔ "دمائهم کدمائنا واموالهم کاموالنا" ان کا خون ہمارے خون کی طرح اور ان کا مال ہمارے مال کی طرح محفوظ و محترم ہوگا۔ لیکن یہاں ہو یہ رہا ہے کہ سکھ تو پہلے ہی صاف ہو گئے اب تھوڑے بہت ہندو جو رہ گئے ہیں وہ بھی خوف و ہراس اور بے اطمینانی کی وجہ سے کھسک رہے اور وطن سے بے وطن ہو رہے ہیں حضرت عمرؓ کو کوفہ کے گورنر عتبہ بن غزوان نے ایک مرتبہ حلوہ کا ایک خاص قسم کا حلوہ لاکر پیش کیا تو آپ سخت برہم ہوتے اور ان کو برا بھلا کہہ کر فرمایا کہ "خدا کی قسم ہم وہ چیز ہرگز نہ کھائیں گے جسے عام مسلمان نہیں کھا سکتے۔" لیکن یہاں کا حال یہ ہے کہ عوام پریشان حال ہیں روٹی اور کپڑے کو ترس رہے ہیں۔ مگر ارباب حکومت کے کاشانے عیش و عشرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے تمام لوازم سے معمور ہیں اور زندگی کی کوئی راحت نہیں ہے جو انھیں میسر نہ ہو۔

آپ کہیں گے یہ ساڑھے تیرہ سو سال کی پُرانی بات ہے۔ خلافت راشدہ کو چھوڑ کر مسلمانوں کی پوری تاریخ میں ان پر عمل کب ہوا ہے؟ گذارش یہ ہے تو پھر اس عہد کے علاوہ اسلامی حکومت قایم ہی کب ہوئی ہے۔ اگر آپ اپنی حکومت کو اسلامی حکومت کہتے ہیں تو آپ کو لامحالہ ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے نقش قدم پر چلنا ہوگا ورنہ یہ عنوان بدل کر اپنی حکومت کو ایک "مسلم اسٹیٹ" کہنا ہوگا نہ کہ "اسلامک اسٹیٹ" اور اس مسلم اسٹیٹ کے قیام پر آپ خواہ کتنے ہی خوش ہوں لیکن اسلام آپ کو کوئی مبارکباد پیش نہیں کر سکتا۔ اسلام انسانی فکر و عمل کی کائنات پر اپنے نظام حیات کو چھایا ہوا دیکھنا چاہتا ہے اور بس! وہ ایک مسلمان کہلانے والی قوم کی حکومت و خود مختاری کے عنوان کا فریب خوردہ نہیں ہو سکتا۔

بہرحال گاندھی جی ہوں یا اسلام دونوں اس پر متفق ہیں کہ ایک انسان کے اعلیٰ کیرکٹر کی بنیادی خصوصیت یہ ہونی چاہئے کہ اس کا دل پاکباز ہو۔ اس کی زبان اور قلب میں ہم آہنگی ہو۔ وہ خود اپنے ساتھ اور دوسروں کے ساتھ بھی انصاف کرنے کا جذبہ رکھتا ہو۔ اس کا کوئی عمل ذاتی حظ نفس کے لئے نہ ہو۔ بلکہ قوم۔ جماعت اور انسانیت کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے ہو۔ صرف یہی چند اصول ہیں جن پر عامل ہو کر ہمارے لیڈر عوام کا اعتماد حاصل کر کے ملک کو مضبوط اور خوشحال بنا سکتے ہیں۔

یہ کبھی نہ بھولنا چاہئے کہ ایشیا پیغمبروں کی سرزمین ہے تمام بڑے بڑے مذاہب یہیں پیدا ہوئے اور یہیں سے ان کے برگ و بار تمام عالم میں پھیلے اس بنا پر ایشیا کے فلسفۂ اخلاق کا ایک اہم اصول ہمیشہ یہ رہا ہے کہ مقاصد اچھے ہوں تو ان کو حاصل کرنے کے لئے ذرائع بھی اچھے ہی

© rasailojaraid.com